ہے وہاں اسلام نے عورت کو شخصی سیاسی، معاشرتی و معاشی ہر قسم کے حقوق عطا فرمائے۔ عورت کی تعلیم کے بارے میں اتنا اہتمام ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ارشادِ ہے: ''علم کا حصول ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے'' لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کی بہت تاکید کی گئی ہے، اوّل اس کو زندہ درگور کرنے سے روکا گیا ہے، پھر والدین کو لڑکیوں کی تربیت پرورش اور ان سے حسنِ سلوک اور ان کو رشتہ ازدواج میں منسلک کرنے پر بہت بڑی بشارت سنائی گئی ہے، اور اس کو باعثِ خیر و برکت اور موجب رحمت بتایا گیا ہے۔ چنانچہ سنن ابوداؤد کتاب الادب، ترمذی اور ابنِ ماجہ میں حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ:

> جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کی اچھی تربیت کی ان سے حسن سلوک کیا پھر انکا نکاح کر دیا تو اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔
>
> ''بیٹیوں سے شفقت کرنے والے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی عمدہ مثال ہمارے سامنے موجود ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''میری بیٹی میرا لخت جگر ہے، جو چیز اس کے لئے باعث تشویش ہوگی وہ میرے لئے بھی باعثِ تشویش ہوگی اور جس چیز سے اُسے اذیت پہنچے گی اس سے مجھے بھی اذیت پہنچے گی''

اللہ تعالیٰ نے عورت کو بہت نازک مزاج بنایا ہے اور اسے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے کی تاکید کی ہے اور مرد کو بحیثیت باپ، بھائی اور پھر شادی کے بعد شوہر کو اس کی تمام ذمہ داریاں سونپ دی گئیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لئے بہترین ثابت ہو اور میں خود اپنے اہل و عیال کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔

چنانچہ بیوی کی حیثیت سے عورت اپنے شوہر کی مشیر اور اس کے گھر کی مالکہ ہے اور اس کے بچوں کی معلم و مربی ہے اس کے گھر کو سکون و اطمینان سے آراستہ کرنے والی ہے۔ آپ ﷺ نے قریش کی عورتوں کی بہت تعریف فرمائی کہ وہ اپنے بچوں کے لئے بڑی مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

> مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ہمدم اور رفیق ہیں عورتوں کے ساتھ

انتہائی خیر خواہی کی روش اختیار کرو، کیونکہ وہ تمہاری قید میں ہیں"۔

حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مرد کو چاہئے کہ وہ صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑے عورت نازک مزاج ہے تو اس کی نازک مزاجی کی رعایت کرتے ہوئے اسے برداشت کرے، اس کی نفسیات کا خیال رکھے، آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ:

> عورت کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہے اگر تم اُسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھا ہی رہے گا، پس عورتوں کے متعلق وصیت قبول کرو۔

آپ ﷺ نے وراثت میں بھی عورتوں کو شریک کیا اور اس میں ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے حصہ دلایا ہے۔ اسلام نے مرد کی طرح عورت کو بھی عزت و تکریم وقار اور بنیادی حقوق کی ضمانت دیتے ہوئے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد رکھی جہاں ہر فرد معاشرے کا ایک فعال فرد ہوتا ہے۔

آپ ﷺ پر درود و سلام ہو۔ آپ ﷺ کا بڑا احسان ہے کہ آپ ﷺ نے ہم عورتوں کو اللہ کی مدد سے جاہلیت کی بیڑیوں اور بندشوں، جاہلی روایات، معاشرہ کے ظلم و ستم اور مردوں کی زبردستی اور زیادتی سے نجات دلائی اور زندہ درگور کی جانے والے عورت کو بے پناہ حقوق عطا فرمائے۔ اور تمام مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ عورت ہر حال میں تمہاری عزت و تکریم کی مستحق ہے چاہے وہ ماں کے روپ میں ہو، بیوی کے روپ میں یا پھر بہن یا بیٹی کے روپ میں:

عورت ہی زندگی کے چمن کی بہار ہے آغوش اس کی درس گاہِ اعتبار ہے
بیٹی کی شکل میں ہو یا ماں کے روپ میں تہذیب کائنات کی ذمہ دار ہے

اسلام سے قبل خواتین کا مقام

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

سعدیہ عاقل بنتِ عاقل خان
ایم۔اے اسلامک اسٹڈیز سال اوّل

قرآن کریم نے زمانہ جاہلیت کی جو منظر کشی کی ہے وہ تاریخ کی کوئی کتاب نہیں کرسکتی خواتین کے استحصال اور ان کے قتل کے منظر کو جس پیرایہ میں پیش کیا ہے اسے پڑھ کر اس پر غور کرکے ہر صاحب دل کا دل پسیج جاتا ہے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، قرآن کریم کہتا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝٥٨
يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ
يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝٥٩ (۱)

جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور (اس کے دل کو دیکھو تو) وہ اندوہناک ہوجاتا ہے۔ اور اس خبر بد سے (جو وہ سنتا ہے) لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ آیا ذلت برداشت کرکے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں، بہت بری ہے

نامعلوم کتنی بچیاں، نامعلوم کتنی کلیاں کھلنے سے پہلے مرجھا گئیں، جھلس گئیں، دفن ہوگئیں۔

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری — خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری
اٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے کچھ گل نے — چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری
ٹپک اے شمع! آنسو بن کے پروانے کی آنکھوں سے — سراپا درد ہوں، حسرت بھری ہے داستاں میری

قائد تمدن رہنمائے کاروان انسانیت، رحمۃ للعالمین، صاحب عقل عظیم، ہادی اکرم، پیغمبر

اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد سے قبل دنیا میں ہر طرف کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔خواتین ظلم کی چکی میں پس رہی تھیں،شرک کے پردے عقل پر پڑے ہوئے تھے،انسانی قافلہ صراط مستقیم سے بھٹک کر درندگی پر اتر آیا تھا،لوگ قتل و غارت گری میں مصروف عمل تھے،معاشرے کا ہر کمزور طبقہ طاقت کے زیر نگیں تھا۔لوگوں کے کی باہمی دشمنیاں اور جھگڑے جنگوں کی صورت اختیار کر لیتے تھے جو سالوں تک جاری رہتی تھیں۔غرض کہ ہر چیز اپنے محور و مقام سے ہٹی ہوئی تھی۔

زمین کا دعویٰ تھا کہ میں آسماں ہوں مکاں کہہ رہا تھا کہ میں لامکاں ہوں

اس کے علاوہ بھی متعدد معاشرتی برائیاں ان میں موجود تھیں مگر اس دور کی عورت کی حالت سب سے زیادہ ناگفتہ بہ تھی۔

عورت جابر بادشاہوں،عیاش مالداروں اور مذہبی پیشواؤں کی خون آشامی کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔کہیں اسے دیوداسی بنا کر زندگی گزارنے پر مجبور کیا جاتا تو کہیں اسے چند کوڑیوں کے مول فروخت کر دیا جاتا تھا۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ بیان کرتے ہیں کہ:

اسلام سے پہلے عورت کی حالت بہت خراب تھی،وہ دن رات مردوں کی خدمتیں کرتیں اس کے باوجود ان کی قدر نہ کی جاتی تھی۔عرب کے بعض قبائل میں یہ رواج تھا کہ بیوہ عورت کو شہر سے دور ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں قید کر دیا جاتا تھا۔اس دوران نہ وہ غسل کر سکتی تھی نہ ہی کپڑے بدل سکتی تھی۔بہت سی خواتین اسی حالت میں گھٹ گھٹ کر مر جاتی تھیں،اگر کوئی اس اذیت ناک مرحلے سے گزر کر بچ بھی جاتی تو عدت ختم ہونے کے بعد اس کا منہ کالا کر کے مکہ کی گلیوں میں چکر لگوائے جاتے تھے اس کے بعد اس بیوہ کو گھر میں رہنے کی اجازت دی جاتی تھی۔(۲)

اسلام سے قبل عورت کے متعلق یہ نظریہ تھا کہ وہ انسان نہیں بلکہ مال و متاع کی طرح ایک شئی ہے اور اگر اسے انسان سمجھا بھی جاتا تو ایک خادم اور لونڈی سے زیادہ اس کی حیثیت نہ تھی۔اس دور میں عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا حق تھا نہ وراثت میں اس کا حصہ مقرر تھا نہ گھریلو معاملات میں اس سے مشورہ لیا جاتا نہ گھر کا خرچ اسے دیا جاتا تھا حتیٰ کہ اس کی محنت کی کمائی بھی اس سے چھین لی جاتی تھی،عورت کو کھانا پکانا،سینے پرونے اور بچوں کی پرورش کے علاوہ تمام دین و دنیا کے امور سے ناآشنا رکھا جاتا۔اس طرح عورت کی زندگی حیوان اور چوہے سے بھی بدتر اور مجبور تھی۔بقول